مدینۃ المسیح

(۱) حضرت اولوالعزم خلیفۃ وقت خداوند تعالےٰ کے فضل و کرم سے بخیریت اپنے اشغال میں مصروف ہیں۔ آپکے حضور ایک واعظ کا خط پیش ہوا۔ کہ گاؤں کے لوگ زمینداری کے کاموں میں مصروف رہتے ہیں۔ اسلئے وعظ و نصیحت کی باتوں کی طرف توجہ نہیں کرتے۔ آپنے فرمایا ان کو لکھدو کہ زمینداروں کے کاروبار میں ان کو مدد دیں۔ اور ساتھ ساتھ تبلیغ بھی کرتے جائیں۔ اس طرح وہ توجہ سے سن لینگے۔ سبحان اللہ کیا ہی پاک اور دلپر اثر کرنیوالے کلمات ہیں۔

(۲) خاندان سالت بخیریت سے ہے۔

(۳) ماسٹر عبدالرحیم صاحب نے انجمن مبلغین کے جلسہ میں موجودہ جنگ کے واقعات کو نہایت وضاحت اور صفائی سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئی سے تطبیق دیکر سامعین کو محظوظ کیا۔

تازہ خبریں

روسی فتوحات۔ ۲۔ اکتوبر۔ روسی کارروائی شانداری کے ساتھ وسعت پکڑ رہی ہے (روسی) صوبجات سوالکی اور اوزا کی حدود سے جرمن لگاتار پیچھے دھکیلے جا رہے ہیں۔ سمنو کے مغرب میں بالخصوص سخت لڑائی ہوئی۔ دشمن پیٹرو کاف اور کیلسی کے اضلاع میں بھاری لشکر جمع کر رہا ہے گر روسی سوار دشمن کی نقل و حرکت میں تند و تیز حملے کر کے خلل ڈال رہے ہیں۔ کراکو کے ضلع میں عنقریب بھاری لڑائی ہوا چاہتی ہے۔

معرکۂ الینی۔ ۲۔ اکتوبر۔ پیرس کا تار ہے کہ کوئی امر قابل ذکر واقعہ نہیں ہوا۔ البتہ علاقہ رلائے میں سخت معرکہ ہوا۔ جسکا نتیجہ ہمارے حق میں رہا۔ ادھر ہم نے کچھ مزید ترقی کر لی۔ عام حالت بدستور اطمینان بخش ہے۔ فرانسیسی بڑی ہمت اور کوشش کر کے کچھ جہازی توپیں ساحل سے لیگئے ہیں۔

انٹورپ پر حملہ۔ ۲۔ اکتوبر۔ طویل گولہ باری کے بعد جرمنوں نے یکم کی شام کو قلعہ ڈی ڈیور پر حملہ کیا۔ مگر تاریکی نے اسکی تکمیل نہ ہونے دی۔ چند جرمن باتریاں جو قلعوں کے بہت قریب آگئیں وہ فنا کر دی گئیں۔ دوسرا بیان ہے کہ جرمنوں نے بدھ کی ساری رات قلعہ اعظم پر گولہ باری کی۔ ہمارے قلعے ترکی بترکی جواب دیتے رہے کل محاذ پر دوسری صبح بھی باہم گولہ باری جاری رہی۔ جرمنوں کی توجہ زیادہ تر قلعہ ڈی واہیم پر مبذول رہی جرمن پھر مالینز میں داخل ہو گئے ہیں۔ بلجیک اسپر گولہ باری کر رہے ہیں۔ مقام رومپٹ کے جنوب میں اٹھائی گھنٹے لڑائی ہوئی۔ جرمن بہت سے مقتول و مجروح چھوڑ کر افراتفری میں پیچھے ہٹ گئے۔

طیارے۔ ۲۔ اکتوبر۔ انگریزی طیارے دشمن کے مورچوں اور اس کی فوج کے محل و توع کا پتہ بتلانے سے شاندار مدد دے رہے ہیں۔ لارڈ رابرٹس سالگرہ کی مبارکبادوں کے جواب میں لکھتے ہیں کہ میں برطانوی فوج پر فخر

(ضیاء الاسلام پریس قادیان دارالامان میں چھپکر حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب پروپرائٹر پرنٹر و پبلشر کیلئے شایع ہوا)

ایسی دلاوری اس نے پہلے کبھی نہیں دکھائی تھی۔

معرکہ الیسنی - لنڈن یکم اکتوبر ۱۹۱۴ء ٹائمز کا نوجی نامہ نگار لکھتا ہے کہ ہمیں اپنی سپاہ کو کافی آرام دینے کا موقعہ ملگیا رسد رسانی کا انتظام بہی اعلیٰ ہے۔ آدمی خستہ و کوفتہ ہونیکی بجائے اس وقت سے بہتر حالت میں ہیں۔ جبکہ انہوں نے دریا الیسنی کو عبور کیا تھا۔ اس کے مقابل جرمنوں کی حالت بگڑ رہی ہے۔ مبصروں کا اندازہ ہے کہ فرانس میں چار لاکھہ جرمن ضایع ہو چکے ہیں۔ واسجیس اور سپاہ جنگل میں سخت بربادی ہو چکی ہے

فرنچ بحری توپیں یکم اکتوبر - پچھلے ہفتہ کے معرکہ پیرونی میں جب فرانس کی بحری وزنی توپوں سے کام لیا گیا۔ تو جرمن ششدر رہ گئے۔ ان توپوں نے ٹہیک رنج معلوم کر لینے کے بعد پہلے ہی پانچ گولوں میں جرمنوں کی ایک سالم باتری تباہ کر ڈالی۔ معرکہ مذکور کا فیصلہ انہی توپوں نے کیا

ایک آئرش کی جانثاری یکم اکتوبر۔ ایک آئرش سپاہی جرمنوں کی قید میں تھا۔ جرمن کمینگاہ میں چھپے ہوئے تھے۔ ایک انگریزی رجمنٹ قریب آئی۔ تو آئرش جھٹ کمین سے نکل بھاگا۔ پھر جرمنوں کو اسپر گولیاں چلانی پڑیں۔ مگر ساتھ ہی انگریزی رجمنٹ کو کمینگاہ کا علم ہوگیا۔ فریقین میں لڑائی ہو جانیکے بعد اس بہادر سپاہی کی لاش بڑی [illegible] سے دفنائی گئی۔ کیونکہ اس نے اپنی جان پر کھیل کر سالم بٹالین کو بچا لیا۔ اس کے جسم پر بارہ زخم گولیوں کے پائے گئے

منشور فتح کا انتظار یکم اکتوبر۔ آسٹروی سفیر مقیم روما کا بیان ہے کہ روسی بہ تعداد کثیر ہنگری کے علاقہ [illegible] میں گھس آئے ہیں۔ بنا بریں آسٹروی سپہ سالار [illegible] فوجیں بھیج رہا ہے۔ جواب ۲۰ میل کے فاصلہ پر رہ گیا ہے۔ ایک انگریزی اخبار کا نامہ نگار پیٹرو گراڈ سے اطلاع دیتا ہے کہ جرمن وزنی توپیں۔ اب سمالکی کے شمال یا جنوب کو بہ [illegible] واپس ہٹائی جا رہی ہیں۔ روسیوں کے پاس ایسی بڑی جسامت کی توپیں ہیں۔ جس میں یہ مزید خوبی ہے کہ ان کا لیجانا اتنا مشکل نہیں۔ مقام [illegible] کے قریب اس قسم کی دو روسی توپوں نے ایک جرمنی لوٹ کہا لی [illegible] کے اندر جرمن بانڈیوں کو چھپا کرا دیا

انگریزی فوج کے بیجر زیٹ جو اسیر ہو کر جرمن مقام ٹورگاؤ میں نظر بند تھے - قید سے بھاگ گئے ہیں۔

جاپانی محاربہ - یکم اکتوبر - ٹوکیو کا تار ہے کہ سنگٹاؤ پر توپی مبارزت جاری ہے۔ جاپانی قلعہ شکن توپوں نے کل ایک جرمن ڈسٹرائر غرق کر دیا۔ جاپانیوں کا ایک سرنگیں اٹھانیوالا جہاز اڑ گیا۔ دوسرے کو صدمہ پہنچا ۲۲ جاپانی ہلاک و مجروح ہوئے۔ جرمن جنگی جہازوں نے آج جاپانی مورچوں پر شدید گولہ باری کی۔ دو افسر ہلاک ہو گئے

پیکن کا تار ہے کہ جاپانیوں نے جو تند حملے کر کے جرمنوں کو پیچھے دھکیلتے جاتے تھے۔ اب اس نقشہ کو تدریجی محاصرہ کی شکل میں بدل دیا ہے۔ کیونکہ یورپ میں جرمنی کی پوزیشن ضعیف ہو جانیسے اب عجلت کی ضرورت نہیں سمجھی گئی۔ اور کہ باغلب وجوہ جاپان اور چین میں اب کوئی بدمزگی نہیں ہوگی۔ کیونکہ چین نے تمام مسایل متعلقہ محاربہ کو عاقلانہ طریق سے دیکھنا شروع کر دیا ہے۔

جرمن نقصانات عظیمہ - جرمنوں نے بیس سے زیادہ حملے کئے۔ مگر انگریزی سپاہ ثابت قدم رہی۔ جرمنوں کا نقصان بہت ہوا۔ مقدار میں وہ (۷۰ ہزار) سے کم نہیں۔ مغربی محاربہ میں جرمنوں کا نقصان پانچ لاکھہ آدمیوں سے کم نہیں رہا۔

روس و جرمنی - روسی تار ہے کہ مشرقی پرشیا کی سرحد پر محاربہ کا محاذ ایک سو میل کی لمبائی میں پھیل چکا ہے۔ جرمنوں نے دریا نیمن سے عبور کر کے آنے کی بار بار کوشش کی مگر ناکام رہے۔ ۲۸ ستمبر کو روسیوں نے سخت لڑائی کے بعد مقامات آگسٹوف اور گوسزیو کے جرمن مورچے فتح کئے۔ اور اگلے دن مقامات سمنو۔ سریجو۔ اور لی جنگ کے متصل جہیل کے ناکوں پر قبضہ کر لیا۔ ہم نے جرمنوں کو سوالکی اور مریم پول کے ضلع میں بھی پسپا کیا۔

وائنا میں تشویش - یکم اکتوبر آسٹروی حکومت کے اس بیان کے باوصف کہ تشویش کی کوئی وجہ نہیں ہنگری میں روسیوں کے بڑھ آنے کی خبر سے تمام سلطنت میں نہایت سخت بیچینی اور توحش پیدا ہو رہا ہے۔ وائنا کے گرد گردنے قلعے بسرعت دمجلت تیار ہو رہے ہیں۔ وائنا اور ہنگری کے مختلف اضلاع میں ہیضہ کے تیس کیس روزمرہ ہو رہے ہیں

مزید اطالوی نقصان - ایک اطالوی تار پیڈو جہاز بھی وینس اور کوباشیو کے مابین سرنگ سے ٹکرا کر غرق ہو گیا ہو گیا ہے۔ بحیرہ ایڈریاٹک میں اطالوی ماہیگیروں کا کاروبار بالکل رک گیا ہے۔ اور جہازی آمد و رفت بھی بند ہے لہذا اہالی اٹلی اور بھی زیادہ زور دینے لگے ہیں کہ آسٹریا کو فہمایش کی جائے وہ اطالوی جنگی جہاز بحیرہ ایڈریاٹک سے سرنگیں اٹھانے کے لئے اٹارنٹو سے روانہ ہو گئے ہیں۔

ترکی جنگی جہاز - وہ دو نو جنگی جہاز جو برطانیہ میں ترکی حکومت کیلئے بن رہے تھے۔ اور ابھی ترکی حکومت کے حوالہ نہیں ہوئے تھے۔ جن حالات میں سرکار انگریزی کو لے لینے پڑے۔ ان کے متعلق ابھی کچھہ غلط فہمی باقی ہونیکی وجہ سے حضور والیرائے ان واقعات کو ظاہر کر دینا مناسب سمجھتے ہیں۔ کہ قوانین ملل و دول کے رو سے سرکار انگریزی کو ایسا کرنے کا اختیار تھا۔ مزید براں قومی حفاظت کا فرض اعلیٰ بھی اس امر کا متقاضی تہا۔ بنا بریں سرکار موصوفہ نے باکراہ ان جہازوں کو اپنی تحویل میں لے لیا۔ مگر ساتھہ ہی سرکار ممدوحہ نے نہ صرف پوری قیمت ادا اور خاتمہ جنگ پر ان جہازوں کو بالکل درست حالت میں یا ان کے عوض اور دو جہاز واپس کر دینے پر آمادگی ظاہر کر دی۔ بلکہ محاربہ میں ان جہازوں سے کام لینے کے معاوضہ میں مزید فیاضانہ بدل بھی پیش کیا ہے

واقعہ بج بج - یکم اکتوبر ۱۲۰ سکھ اتبک گرفتار ہو چکے ہیں۔ ۱۶ مقتولین بھی اس میں شامل ہیں۔ باقی حوالات میں یا ہسپتال میں ہیں۔ دوسری طرف پانچ ہلاک ہوئے یعنی مسٹر لوماکس۔ ایک پنجابی پولیسمین۔ دو بنگالی۔ ایک اور ہندوستانی۔ تمام مجروح یوروپین کی حالت رو بصحت ہے بج بج ریلوے سٹیشن کے قریب جنگل سے جو آدمی پکڑے گئے۔ ان کے پاس کوئی آتشین ہتھیار نہ تھا۔ بلوائیوں نے موقعہ ہنگامہ کی متصلہ جہونپڑیوں کی پناہ سے خوب فائدہ اٹھایا۔

ووا ھڈن - [illegible] عام خیال ہے کہ جرمن جہاز کونگز برگ نے بھی اپنا نام اڈن رکھ لیا ہے۔ تاکہ تلاش کنندہ کروزروں کو مغالطہ پڑتا رہے۔ کولمبو کی لنگر گاہ اس قدر بھر گئی ہے کہ کئی جہازوں کو مجبوراً باہر ٹھیرنا پڑ رہا ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الفضل

قادیان دارالامان - ۶ - اکتوبر ۱۹۱۴ء

کشتیاں چلتی ہیں تا ہوں کشتیاں

(۱۸۷۸)

یہ خدا تعالیٰ کا کلام ہے جو اس کے پاک بندے پر نازل ہوا۔ اس وقت ان واقعات و حالات کا کوئی سان گمان بھی نہ تھا جو اب پیش آرہے ہیں۔ آغاز دنیا سے اب تک ہزاروں جنگیں ہو چکی ہیں۔ مگر کسی میں اس قدر سلطنتیں اور اتنی فوجیں ایک دوسرے کے مقابلہ پر جمع نہیں ہوئیں۔ ۹ سلطنتیں مصروف پیکار ہیں۔ اور ایک کروڑ بیس لاکھ سپاہی۔ پھر اس کے علاوہ جو ہوائی اور آبی جہازات ہیں۔ اور تیس تیس من کے گولہ پھینکنے والی توپیں۔ اور سوا کروڑ روپیہ روزانہ خرچ۔ اس کے بارے میں بلا تامل کہا جا سکتا ہے۔ کہ اس سے پہلے دنیا نے کبھی یہ دن نہیں دیکھا۔ جوں جوں یہ لڑائی بڑھتی جاتی ہے۔ اور اتلاف نفوس و اموال کی خبریں آتی ہیں۔ توں توں اس کلام الٰہی کی تصدیق ہوتی ہے۔ جو ۱۹۰۷ء میں بایں الفاظ کئی سال قبل شائع ہو چکا ہے۔

الہام ۱۳ مارچ ۱۹۰۷ء۔ یورپ اور دوسرے عیسائی ملکوں میں ایک قسم کی طاعون پھیلیگی جو بہت ہی سخت پھیلے گی۔

اغلب ہے کہ یہ الہام اپنے ظاہری معنوں میں بھی پورا ہو۔ مگر موجودہ خونریزی بھی تو اس کی تصدیق کر رہی ہے کیونکہ جو نتیجہ طاعون کا ہے وہی اس جنگ کا ہے اور اس سے کوئی عیسائی ملک محفوظ نہیں رہا۔ بلکہ ایک دوسرے الہام کے الفاظ کہ ان شہروں کو دیکھ کر رونا آئیگا وہ قیامت کے دن ہوں گے۔ پورے ہو رہے ہیں کئی شہر جلائے گئے۔ کئی منہدم ہوئے۔ پیرس جو دوسرا الہام میں ہے سے ۱۸ لاکھ تو شہر نکل گئے۔ اس سے زیادہ قیامت کے دن کیا ہونگے۔ پھر الہام مندرجہ عنوان پر غور کرو۔ یہ نہیں فرمایا کہ کشتیاں کرتی ہیں باہم کشتیاں۔ بلکہ ارشاد ہوتا ہے "کشتیاں چلتی ہیں تا ہوں کشتیاں۔" جس سے صاف ظاہر ہے کہ آنیوالی جنگ صرف بحری جنگ نہیں بلکہ بہت سا حصہ اس کا بری ہے اور اس کے لئے جہازوں کے بیڑے حرکت میں آئیں گے۔ چنانچہ اس وقت تک بحری نقصانات بھی اتنے ہو چکے ہیں۔ کہ سن کر دل دہلنے لگتا ہے۔ برطانیہ کا بحری نقصان یہ ہے:۔

امفیان (۲) ابوکر (۳) کریسی (۴) ہوگ (۵) سپیڈی (۶) ایری تھوسا (۷) لبرٹی تباہ کن جہاز (۸) پاتھ فائنڈر (۹) پیگاسس (۱۰) اوشیانک۔ (۱۱) ڈوارف جنگی کشتی (۱۲) آبدوز کشتی۔

اور جرمن کا مفصلہ ذیل۔

(۱) گوبن (۲) بریسلا (یہ دونو ٹرکی کے ہاتھ فروخت ہو ئے) (۳) اریان (۴) کولمن کی قسم کا ایک کروزر (۵) قیصر ولیہلم ڈر گروس (۶) کیپ ٹریفالگر (۷) میگڈی برگ (۸) مینز (۹) ہیلا (۱۰) بینھتر (۱۱) سپری والڈ۔ اس کے علاوہ جرمنی کی دو تباہ کن اور تین آبدوز کشتیاں غرق کیگئیں۔

اور آسٹریا کا نقصان:۔

(۱) زنٹا (۲) [illegible] (۳) قیصرین الزبتھ (۴) ایک تباہ کن اور دو جنگی کشتیاں۔

اب کوئی سعید الفطرت خدا ترس بتائے کہ آیا ان واقعات کی قبل از وقت خبر۔ بغیر خدا کے برگزیدہ رسول کے کوئی دیسکتا ہے۔ کیونکہ قرآن مجید میں فرمایا۔ فلا یظھر علی غیبہ احدا الا من ارتضٰی من رسول۔ اللہ اپنا غیب کسی پر سوائے اپنے برگزیدہ رسول کے ظاہر نہیں کرتا۔ اور کیا اخبار ما علام الٰہی کی صرف یہیں تک قدر ہوتی ہے کہ ہم یہ سنکر خوش ہو جائیں کہ ایک الہام پورا ہو گیا۔ نہیں ہرگز نہیں۔ بلکہ ہمیں چاہیئے۔ کہ اس قادر و علیم و کبیر و متعال خداوند زمین و آسمان عالم الغیب کے احکام کی جان و دل سے تعمیل کریں جو اپنی ہستی اور اپنے فرستادہ کی صداقت کے نئے سے نئے نشانات ظاہر کرتا رہتا ہے۔ اور ان گناہوں سے سچے دل سے توبہ کر لیں۔ جن کی وجہ سے اس قسم کے عذاب دنیا میں آتے ہیں۔ اور امن و سلامتی کا پیغام جس کے ہم حامل ہیں تمام اکناف عالم میں پہنچائیں اور ان لوگوں کو بشارات دین جو روحانی طور پر ہلاک ہو رہے ہیں کہ ہمارا بچانے والا اور تمہارا نجات دہندہ پنجاب میں ظاہر ہو چکا ہے۔ مبارک وہ جو اسپر ایمان لائیں۔ کیونکہ دنیا و آخرۃ کی سلامتی اسی میں ہے نشان جو خدا تعالیٰ کی طرف سے اپنے پاک مُرسل کو دئے جاتے ہیں وہ محض دل خوش کن اعجوبہ نمائیوں کے لئے نہیں ہوتے بلکہ وہ تو اسلئے ہوتے ہیں کہ خدا تعالیٰ پر حقیقی ایمان پیدا ہو اور وہ حقیقی ایمان بھی زبانی دعاوی سے نہیں بلکہ اپنے ثمرات سے پہچانا جاتا ہے۔ یعنی اس کا اثر انسان کے اعمال میں دکھائی دیتا ہے۔ جن قلوب میں اللہ تعالیٰ کی ہستی پر سچا ایمان پیدا ہو جاتا ہے وہ کبھی گناہ کی باتوں کی طرف نہیں جھکتے بلکہ ایسے لوگوں کے قول و فعل میں ایک خشیت الٰہی پائی جاتی ہے یہ حالت جس کا ذکر میں نے ابھی کیا۔ سوا مُرسلان آلٰہی کے تزکیہ کے پیدا نہیں ہو سکتی۔ پس جو مُرسلوں سے الگ رہ کر دنیا میں کسی نیک کام کے کرنیکے دعویدار ہیں۔ وہ غلطی پر ہیں کیونکہ تمام نیکیوں کا سرچشمہ تو خدا تعالیٰ ہے اور اس چشمہ کا فیضان مُرسلان الٰہی کی معرفت آتا ہے۔ پس جیسے شاخ اپنے درخت سے الگ ہو کر سرسبز نہیں رہ سکتی۔ اور بھیڑ ریوڑ سے علیحدہ ہو کر اپنے آپ کو خطرہ سے محفوظ نہیں سمجھ سکتی۔ اسی طرح خدا کے برگزیدوں سے اپنا تعلق نیازمندی جوڑے کے بغیر اگر کوئی چاہے کہ میں گناہوں سے بچ سکونگا اور نیکیاں کسب کرنے پر قدرت رکھونگا تو محال ہے۔ پس جب کبھی ایسے پُرہیبت نشان ظاہر ہوں جو مخلوقات الٰہی پر عذاب بنکر چھا جائیں تو بڑی تضرع بڑے خشوع بڑی انابت سے ہی توبہ کی ضرورت ہوتی ہے ایسے وقتوں میں جبکہ وہ احکم الحاکمین غضب میں ہو۔ بے پروائی سے کام لینا نہایت درجہ کی بے باکی ہے۔ ہم تو دیکھتے ہیں کہ ایک نادان بچہ بھی اپنے مہربان کو جب غضبناک دیکھتا ہے تو سہم جاتا ہے پس اس قادر مطلق رب العالمین کے غضب کو اپنی آنکھوں کے سامنے دیکھ کر اپنی حالتوں میں تبدیلی نہ کرنا بہت بُری بات ہے اپنی اصلاح خود کرو ورنہ خدا کا طاقتور ہاتھ تمہاری اصلاح خود کریگا۔

جنازہ غائب۔ چودہری محمد اشرف صاحب چھور چک ۱۱۲ رکھ برانچ کی اہلیہ مسمات سردار بی بی فوت ہو گئی ہے احباب جنازہ

ان الدین عند اللہ

الاسلام

حقیقی مسلم

ہمنے بڑے اہتمام کے ساتھ اخبار الفضل میں محض اللہ تعالیٰ کے فضل سے قریباً پورا ایک سال اسلام کے محاسن اور اس کی خوبیاں بیان کرنے میں خرچ کیا ہے اور ناظرین کرام کی گرامی خدمت میں اسلام کو دیگر مذاہب سے برتر اور اعلیٰ ثابت کیا ہے ہم کیا اور ہماری طاقت کیا کہ اسلام کے محاسن ہر پہلو سے کماحقہ بیان کرنے کے قابل ہو سکیں۔ اسلام اپنے اندر لاتعداد اور غیر محدود خوبیاں رکھتا ہے۔ کیونکہ یہ مذہب اللہ تعالیٰ کیطرف سے ہے۔ اسلئے یہ سراسر خوبی اور حسن میں یکتائے زمان ہے اسکی تعلیم پر صداقت سے قدم مارنیوالے کبھی بھی دنیا میں ذلیل اور خوار نہیں ہو سکے اور نہ ہی آئندہ ہونگے بلکہ وہ ہر قسم کے خسارہ اور زیان سے محفوظ اور معصوم کئے جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی رضا صرف اسی رضا سے حاصل ہو سکتی ہے اسکے سوا تمام ابواب مسدود ہیں یہی وجہ ہے کہ دیگر مذاہب اب اس زمانہ میں بے ثمر درخت کی طرح ہو گئے ہیں۔ انکی تعلیم میں وہ اثر نہیں جو کہ تعلیم اسلام میں پایا جاتا ہے کیونکہ تجربہ نے ثابت کر دیا ہے کہ تعلیم اسلام پر چلنے والے ان انعامات کا اپنے تئیں مورد بنا سکتے ہیں جو کہ منعم علیہم پر زمانہ گذشتہ میں ہؤا کرتے تھے۔ مگر دوسرے مذاہب بالکل اسبات سے عاری اور عاطل ہیں وہ صرف گذشتہ قصص اور کہانیاں ہی پیش کر دیتے ہیں اور فی زمانہ کوئی صاحب تجربہ انسان اپنے مذہب میں دکھا نہیں سکتے اس سے صاف ثابت ہؤا کہ ان کی تعلیم میں کسی کو کامل بنانے کا اثر بالکل نہیں رہا۔ بلکہ اگر کسی میں کسی وقت کچھ اثر تھا بھی تو وہ قرآن شریف اور اسلام کی آمد سے زائل ہو گیا۔ جیسا کہ سورج کے سامنے چاند اور ستاروں کی کچھ حقیقت نہیں رہتی سو یہی حال دیگر مذاہب کا ہؤا ہے

اب ہم اس مضمون میں ناظرین کرام کو یہ دکھانا چاہتے ہیں کہ وہ اسلام جس کی خوبیاں ہم سال بھر بیان کرتے رہتے ہیں وہ ہما کی طرح کوئی خیالی اور وہمی بات نہیں بلکہ ہم قارئین "اسلام" کو یقین دلاتے ہیں کہ وہ اسلام ہر وقت دنیا میں موجود رہتا ہے گذشتہ زمانہ میں بھی تھا اور آئندہ بھی رہیگا۔ یہ ہمارا زمانہ اللہ تعالیٰ کے خاص افضال کا زمانہ ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس ہمارے زمانہ کو بہت ہی مبارک اور میمون بنایا ہے۔ اس میں اللہ تعالیٰ نے اپنا خاص نبی مبعوث فرمایا تاکہ اسلام کو از سر نو زندہ شکل میں دنیا کے سامنے پیش کرے اور اس نے دلائل ساطعہ اور براہین قاطعہ سے اظہر من الشمس کر دیا ہے کہ اسلام ہی اللہ کے نزدیک سچا مذہب ہے۔ اور اس کے سوا لوگوں کی اہوا اور امانی اور اکاذیب ہیں۔ اسلام کو ترک کرکے غیر مسلم محض ظنون فاسدہ اور خیالات واہیہ کی اتباع اور پیروی کر رہے ہیں۔ دنیا میں اسلام کا نمونہ بتانے کے لئے اللہ تعالیٰ نے ہر وقت کسی نہ کسی بندہ کو ضرور موجود رکھا ہے جو کہ اسلام کو عملی شکل میں لوگوں کے سامنے پیش کرتا رہا ہے۔ اعنی ہر زمانہ میں اسلام کے احکام اور اوامر پر عملدرآمد ہوتا رہا ہے۔ ہم اپنے مخاطبین کی خدمت عالیہ میں عرض کرینگے۔ کہ وہ ضرور اس مجرب نسخہ کو اپنے اوپر برتیں۔ اور پھر اس کے فیوض اور برکات سے متمتع اور مالا مال ہوں۔ اسلئے ہم ضروری سمجھتے ہیں کہ انہیں کھولکر بتا دیں کہ حقیقی مسلم کسے کہتے ہیں اور وہ حقیقی اسلام کس طرح سے حاصل ہو سکتا ہے ٭

ایک دفعہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور جبرائیل علیہ السلام تشریف لائے اور بہت سے صحابی آپ کی مجلس مبارک میں بیٹھے ہوئے تھے۔ اور انہوں نے آپ سے تین یا چار سوال کئے اور آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انکے جواب دئیے۔ اور آخر میں جب حضرت جبرائیل تشریف لے گئے۔ تو آپنے فرمایا کہ اسکے پیچھے جاؤ اور دیکھو کہ یہ کون شخص ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اسکے پیچھے گئے مگر ان کا کوئی نشان نہ ملا تو آپ سے آ کر یہی کہدیا۔ آپنے فرمایا یہ جبرائیل تھے یہ تم کو دین سمجھانے آئے تھے۔ آپنے تین یعنی اسلام۔ ایمان اور احسان کا نام دین رکھا۔ اس سے معلوم ہؤا کہ دین میں تین امور ضروری طور پر پائے جانے چاہئیں مذہب کے قوانین اور ضوابط کی ظاہری فرمانبرداری جس کو آپنے لفظ اسلام سے تعبیر فرمایا اور معتقدات صحیحہ پر دل سے یقین رکھنا جس کو آپنے ایمان سے موسوم فرمایا اور اللہ تعالیٰ کے حضور اسکے اوامر کے امتثال اور نواہی کے اجتناب کے وقت عابد ایسا سمجھے کہ وہ اللہ کو دیکھ رہا ہے یا کم از کم یہ تو اسکے دل میں ہو کہ اللہ اُسے دیکھ رہا ہے اور اس کا نام آپنے احسان رکھا۔ پس اس حدیث شریف سے یہ ثابت ہو گیا کہ دین کی تین حالتیں ہیں اوّل قوانین الٰہیہ کی ظاہری فرمانبرداری اسمیں آپنے کھولکر بیان فرما دیا کہ پانچ ارکان پر کاربند ہو نیسے انسان مسلم بن سکتا ہے۔ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا زبان سے اقرار کرنا۔ نماز پڑھنا۔ زکوٰۃ دینا۔ حج کرنا اور روزہ رکھنا دوم معتقدات صحیحہ پر دل سے یقین کرنا یعنی اللہ تعالیٰ پر ایمان لانا کہ وہ اپنی ذات صفات اور افعال میں بے ہمتا اور یکتا ہے وہ ایک ہے کوئی اس کا شریک نہیں تمام اشیاء اس کی محتاج ہیں اور وہ سب کا محتاج الیہ ہے نہ اس کا کوئی باپ ہے نہ بیٹا اور نہ اسکی کوئی برابری اور ہمسری کر سکتا ہے اُسنے مؤمنین کے قلوب میں نیک تحریکات پیدا کرنے کیلئے ملائکہ بنائے ہیں انکو ماننا چاہیئے اور انکی تحریکات پر عمل پیرا ہونا چاہیئے اس نے اپنی رضا بتانے کیلئے دنیا میں کتب اور شرائع بھیجی ہیں انکو ماننا چاہیئے اور اُن شرائع کے مطابق ملک کی تحریک ہو تو اسپر عمل کرنا چاہیئے ورنہ اسکو شیطانی وسوسہ سمجھنا چاہیئے وہ کتابیں رُسل اور انبیاء کے ذریعہ آتی ہیں اسلئے انبیاء کرام پر ایمان لانا چاہیئے اور اس کتاب کے معانی کے لئے انبیاء خود تفسیر ہوتے ہیں پس شریعت کے معنے کرنیمیں انبیاء کے افعال اور اقوال کافی تفسیر ہوتے ہیں اور اسبات پر بھی ایمان ہونا چاہیئے کہ افعال کے نتائج ضرور ہوتے ہیں اگر یہ نہ مانا جاوے تو سارا سلسلہ کتب و رسل اور ملائکہ کا بالکل لغو ہو جاتا ہے اسلئے یوم آخر کو ماننا ضروری ہو گا۔ اور اس کیلئے بعث بعد الموت کو ماننا پڑیگا اور بالآخر اس نظام کے ضروری ہونے کیلئے والقدر خیرہٖ وشرہٖ من اللہ تعالیٰ کو ماننا پڑیگا کہ خیر اور شر کے اندازے اللہ تعالیٰ کی طرف سے مقرر اور معین ہیں ٭

سوم۔ اِن ہر دو باتوں میں کمال پیدا کرنے کے لئے یہ ضروری ہے کہ اسلام اور ایمان پر عمل پیرا ہونیوالا اپنی حالت کو اس درجہ تک پہنچا دے کہ وہ اپنے مالک حقیقی اور معبود برحق کو گویا دیکھ رہا ہو تاکہ کسی قسم کے شبہ اور شک کی اسمیں گنجائش نہ رہے یا اس کی ایمانی حالت یہاں تک ترقی کر گئی ہو کہ وہ ہر وقت یہ سمجھے کہ اللہ تعالیٰ اسکو دیکھ رہا ہے ٭

باب التنقید

اسکندریہ کا کتبخانہ کب اور کس نے جلایا؟

(گذشتہ سے پیوستہ)

دوسرا مستند مورخ جس کی تصنیف پر ہم غور کرینگے حاجی خلیفہ ہے۔ اسکے مضمون کا ترجمہ ذیل میں درج ہے

"اہل عرب نے اسلام کے ابتدائی زمانہ میں تالیف لغات کلام الٰہی اور طب کے سوا کسی علم کی طرف توجہ نہیں کی بہت تھوڑے آدمی تھے جنھوں نے عام مفاد کو مدنظر رکھ کر اس قسم کے علم کو ترقی دی۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ عقیدہ اسلام کے اصول اور لوگون کا ایمان ابھی پختہ اور مضبوط نہ تھا اسلئے ڈر تھا کہ ایسا نہ ہو قدیمی علوم کا مطالعہ ان کے ایمان کو ہلا دے یہاں تک مشہور ہے کہ متذکرہ بالا لوگوں نے شہروں کی فتوحات کے وقت تمام کتابیں جو انہیں ملیں برباد کردیں۔"

شہروں کی تسخیر کے وقت کتابوں کی بربادی کی بابت حاجی خلیفہ کا سنا سنایا بیان ہی پیش کیا جاتا ہے۔ جو اس تصفیہ طلب امر کی طرف بہت کم اشارہ کرتا ہے ایک ایسی شہادت ہے جسے مذکورہ بالا الزام کی تصدیق کے لئے پیش کیا جاتا ہے لیکن جب بارن ڈی ییکی نے حاجی خلیفہ کی شہادت کو پیش کیا تو اس نے اسے بطور قومی شہادت کے پیش کیا۔ لیکن کسی واقعہ کی تصدیق کرنے کے لئے جو شہادت پیش کی جائے وہ ایسی ہونی چاہئیے کہ خود اس واقعہ پر بلاواسطہ روشنی ڈالتی ہو۔ نہ صرف یہ کہ اس بیان میں اسکندریہ لائبریری کی طرف کسی قسم کا اشارہ نہیں کیا گیا یا مصر میں کسی کتب خانہ کے کسی معاملہ کے ساتھ اس کا کوئی تعلق نہیں بیان کیا گیا بلکہ عام بیان بھی جو تمہیدی جملہ یہ "ذکر کیا جاتا ہے" سے شروع ہوتا ہے مصنف کی تمام ذمہ واری کو دور پھینک دیتا ہے لہٰذا مسلمانوں کے خلاف یہ گواہی کوئی وقعت نہیں رکھتی

ذیل میں ایک مثال گبن کی تصانیف سے نقل کی جاتی ہے

"عیسائی بغیر سوچے سمجھے (حضرت رسول کریم) محمد (مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم) کی طرف یہ بات منسوب کرتے ہیں کہ انکے پاس ہلا ہوا ایک کبوتر تھا جو آسمان سے اترتا ہوا نظر آتا تھا اور انکے کان میں کچھ کہہ جاتا تھا چونکہ یہ بناوٹی معجزہ گروٹیس نے لکھا تھا فاضل پوکوک نے جو اس کا عربی مترجم تھا اس کے مصنفوں کی بابت اس سے دریافت کیا۔ اسپر گروٹیس یہ اقرار کرنے پر مجبور ہوا کہ اس کا علم تو مسلمانوں کو بھی نہیں اس خیال سے کہ ایسا نہ ہو یہ واقعہ لوگوں کے اظہار نفرت اور ہنسی کا باعث ہو۔ عربی ترجمہ میں اس جھوٹ کو چھوڑ دیا گیا۔ لیکن اب تک بھی لاطینی زبانوں کی کتابوں کے بیشمار ایڈیشنوں میں موجود ہے۔"

اس کے بعد ہم عبداللطیف کے ایک ٹکڑے کا صحیح ترجمہ دینگے جو مقریزی نے اپنی کتاب میں نقل کیا ہے جس کے پاس اس واقعہ کی تصدیق کے لئے کوئی بیرونی شہادت نہیں ہے۔ اسلئے مقریزی کی بابت کچھ بھی ذکر کرنا غیر ضروری معلوم ہوتا ہے۔ عبداللطیف نے اپنی تاریخ میں "دی مینارٹ آف سواری" کے باب میں مینار کی تفصیل کرنے کے بعد جس کے ارد گرد چار سو چھوٹے چھوٹے ستون تیار کئے جاتے ہیں یہ لکھتا ہے۔

"اور یہ کہا جاتا ہے کہ یہ ستون ان ستونوں میں سے ایک ستون ہے جو ارسطو کی ڈیوڑھی کی چھت کو سنبھالے ہوئے تھے۔ جس میں ارسطو طب پڑھایا کرتا تھا۔ اور اس میں ایک بیت العلوم بھی تھا۔ اور کتب خانہ بھی تھا جسے عمر ابن العاص نے حضرت خلیفہ عمر رض کے حکم سے جلا دیا تھا۔ عبداللطیف فتح مصر کے پانچ سو سال بعد ہوا ہے وہ خود اتنا مورخ نہیں جتنا مولف تھا۔ اس نے پہلے مصنفوں کی کتب سے اپنی تاریخ کو تالیف کیا ہے اگر وہ اس تفصیل کے لئے کسی مؤرخ کا ممنون احسان ہوتا تو اسے چاہئیے تھا کہ وہ اپنے مستند اہل قلم کا حوالہ دیتا۔

عبداللطیف کے زمانہ سے پہلے کسی عرب مصنف کا اسکندریہ کے کتب خانہ کی تباہی کا ذکر کرنا نہ صرف اس بے دلیل واقعہ کے بطلان کا ثبوت ہے بلکہ اسبات کا بھی کہ عبداللطیف کو کوئی معتبر مؤرخ معلوم نہ تھا جس نے اس واقعہ کا ذکر کیا ہو۔ طرفہ یہ کہ عبداللطیف بھی اس حقیقت حال سے ناواقف معلوم نہیں ہوتا اس کا طرز بیان یہ ظاہر کرتا ہے کہ اس نے اتفاقیہ طور پر سنی سنائی بات کو بیان کیا ہے کیونکہ نہ تو اس نے خود اسے اہمیت دی ہے اور نہ وہ چاہتا ہے کہ اس کتاب کا پڑھنے والا ہی اس واقعہ کو کوئی اہمیت دے۔ تمام وہ حالات جو مندرجہ بالا خلاصہ میں درج ہیں سب نادرست ہیں۔

عبداللطیف کا اس واقعہ کے بیان کرنے سے پہلے یہ لکھنا کہ "ایسا کہا جاتا ہے" اسبات کا ثبوت ہے کہ اس نے ایک مشہور کہانی لکھ دی ہے اور خود اس کو بھی اسپر کوئی اعتماد نہیں اور اس کا ایسا خیال ہماری رائے کی تائید کرتا ہے۔

حضرت عمر رض کے زمانہ میں اس مشہور واقعہ کا ذکر نہ پایا جانا یا اس بین واقعہ کے بعد پانچ صدیوں میں کسی کتاب میں اس کا ذکر نہ ہونا اسبات کا یقینی ثبوت ہے کہ یہ واقعہ ہوا ہی نہیں۔

اگر یہ کتب خانہ سرسینک فتح کے وقت اتنا وسیع تھا۔ جیسا کہ مورخین نے ظاہر کیا ہے اور اگر خلیفہ نے انہی وجوہات سے جو انکی طرف منسوب کی جاتی ہیں اس کی تباہی کا حکم دیا تھا تو لازماً مسلمان مورخ جو اس عظیم الشان فاتح کی تعریف کے راگ گاتے ہیں۔ ضرور اس واقعہ کو مشرقی مبالغہ کے ساتھ بہت بڑا کر کے دکھاتے کیونکہ جیسا کہ کہا جاتا ہے۔ خلیفہ کا یہ حکم اپنے اس نبی کی فدایانہ اطاعت کے جذبات کا نتیجہ تھا جس نے اسے ایک وقت نوح سے مشابہ بنایا تھا۔ لیکن کسی زبان کی کسی تاریخ میں بھی پانچ سو سال تک یہ واقعہ نہیں لکھا گیا۔

(باقی آئندہ انشاء اللہ تعالیٰ)

بیعت - بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بحضور فیض گنجور مع النور رہنمائے سالکان پیشوائے عارفان جناب خلیفۃ المسیح صاحب سلامت! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ یہ حقیر پُر تقصیر حضور کے مبارک ہاتھ پر بیعت کرتا ہے دعا فرما دیں کہ اللہ تعالیٰ قبول فرما کر استقامت عطا فرمائے میں دین کو دنیا پر مقدم سمجھونگا اور جملہ شرائط بیعت کو حتی المقدور پورا کرنے کی کوشش کرونگا میری دین اور دنیا کی فلاح کیلئے دعا فرما دیں والسلام۔

العارض۔ آپکا ایک ادنیٰ تابعدار محمد یار اکسٹرا اسسٹنٹ مردان

عالمگیر جنگ کے بعض تفصیلی حالات

فرانسیسی قوم کے دل میں انتقام کی آگ کا شعلہ

ہم ناظرین کی دلچسپی کیلئے ولایت کے مشہور اخبار ڈیلی کرانیکل سے ذیل کے دو واقعات درج کرتے ہیں جو اس کے خاص نامہ نگار کے مضمون سے لئے گئے ہیں جن سے پتہ چلتا ہے کہ فرانسیسیوں کے دل میں جرمن سے انتقام لینے کا کس قدر جوش ہے آج سے چوالیس سال پہلے اٹھارہ سو ستر میں جرمن نے جو فرانس کو سخت شکست دیکر اپنے پاؤں کے نیچے روند ڈالا تھا اس کی یاد برابر فرانسیسیوں کے دل میں موجود ہے اور جرمنی سے انتقام لینے کے لئے ہر ایک قربانی کرنے کے لئے تیار ہیں +

مجھ معلوم ہوتا ہے کہ فرانسیسی ریلوے انتظام نے پچھلے چند ہفتوں میں حیرت انگیز کام کیا ہے۔ کام کا بوجھ اس قدر بڑا ہے کہ خیال میں بھی نہیں آسکتا۔ . . . .

(یہاں سنسر نے چند سطروں کو کاٹ ڈالا ہے) نہ صرف مرد ہی بلکہ بندوقوں سامان حرب گھوڑے۔ چارہ۔ اور تمام قسم کے اسباب کو جنگ کی طرف حرکت دینی پڑے گی۔ میرا ایک دوست لکھتا ہے دور کے ایک باڑے میں جہاں مجھ تازہ دودھ کا پیالہ دیا گیا۔ میں نے دو بڑی توپیں دیکھیں جو کام کیلئے بالکل تیار تھیں اسکے نزدیک کوئی بندوقچی نہ تھا۔ لیکن یہ گاؤں سے بہت دور نہ تھیں۔ مجھے کہ مہربانی جرمن ولی عہد کی سپاہ پر رحم آتا ہے۔ جو ڈری بال فرنکوس کے قریب ان توپوں کی زد میں آسکتی ہے۔ کیونکہ ۱۸۷۰ء میں اہل پرشیا کے قتل کردہ باپوں کے بیٹے ہیں۔ انکی ماؤں نے انہیں آج کی اُمید پر ہی پالا تھا۔"

"میرا دل بھر آیا جب میں نے دو بھائیوں کو جُدا ہوتے دیکھا ایک کے کالر پر نمبر ۹ لکھا ہوا تھا اور دوسرے کے کالر پر نمبر ۱۱ بھائی نمبر ۹ بھائی نمبر ۱۱ سے اس طرح گلے ملا جس طرح بچپن میں چھوٹی چھوٹی پتلونیں پہنے ہوئے ملا کرتے تھے۔ اور کہا۔ جاؤ جیکس گو کہ مجھے اپنی نسبت پہلے جانے کی اُمید تھی۔ لیکن تمہارے جانے پر بھی مجھے بہت خوشی ہوئی ہے

وہ مجھے شمالی جانب کو بھیج رہے ہیں جہاں کہ فی الحال بہت سہولت ہے اگر گھیرا ڈالنے والی نقل و حرکت عمل میں لائی گئی تو ایک ہفتہ کے اندر اندر ہی ملاقات ہوگی

۱۸۷۰ء کا ایک اور واقعہ

مجھے سخت حیرت ہوئی۔ جب ایک شخص نے مقام بگنکس میں ایک مکان کو جو بالکل خستہ حالت میں تھا کرایہ پر دینے سے مہذبانہ طور سے مگر سختی سے انکار کر دیا اس مکان کی شکل سے ایسا معلوم ہوتا تھا کہ وہ سالوں سے خالی پڑا ہے جس پر مجھ سخت تعجب ہوا۔ میں نے اصرار کیا کہ مجھے اس زمین کے مالک سے ملاقات کرنے کا موقعہ دیا جائے اور اس سے ملکر میں نے کہا کہ وہ مجھے یہ جگہ نسبتاً سستے کرایہ پر دیدے اُس نے کہا جب تک میں زندہ ہوں یہ مکان نہ تم کو اور نہ کسی اور کو کرایہ پر دونگا۔ میرا باپ ایک گولے سے جس نے اس مکان کی چھت کو توڑ ڈالا مارا گیا تھا۔ میری ماں تھوڑی دیر بعد اس حملہ کے صدمہ سے جان بحق ہوئی جسے میں بیان نہیں کر سکتا۔ میرے دو سو ملازم میدان جنگ میں موجود ہیں اور تین سو گودام میں موجود ہیں اور انکی جگہ جانے کے لئے تیار ہیں۔ اُنکی عورتوں اور بچوں کو خوراک اور کپڑے اور جس چیز کی ضرورت ہو میں بہم پہنچاتا ہوں۔ اور جب وہ لوگ واپس آئینگے یعنی جو زندہ بچیں گے تو ان کے لئے اُن کے پُرانے کام موجود ہیں خواہ وہ لولے اور اپاہج بھی کیوں نہ ہو جائیں۔ جوں ہی کہ جنرل گلیانی کا حکم آئیگا میں بھی میدان جنگ میں جا پہنچونگا۔ میرا اس پُرانے مکان کے لئے خاص حکم ہے کہ یہ اس وقت تک خالی رہے جب تک میں لڑائی میں نہ مارا جاؤں اور پھر اسے اس یتیم خانہ کو دیدیا جائے جو ۱۹ سال پہلے بنایا گیا تھا۔ اور اسے ان برٹش اور فرنچ سپاہیوں کے بچوں کیلئے جو لڑائی میں مارے جائیں مخصوص کر دیا جائے +

کرپ کے کارخانہ میں کیا ہو رہا ہے؟

ایک جرمن امریکن ایسن سے رپورٹ دیتا ہے کہ میں نے کرپ کا کارخانہ دیکھا اس میں سب محکمہ دن رات کام میں مصروف ہے اور نئی توپیں بنا رہے ہیں تمام کاریگروں کو فوجی کام معاف کر دیا گیا ہے بلکہ ہزاروں نئے کاریگر لگائے گئے ہیں۔ زپلین قسم کے نئے ہوائی جہاز کئی نئی اصلاحوں کے ساتھ تیار ہو رہے ہیں (ڈیلی کرانیکل)

جرمن ولیعہد شرقی افواج کی کمان میں

یہ یقین کیا جاتا ہے کہ جرمن ولی عہد روس سے لڑنیوالی فوجوں کا سپہ سالار بنایا گیا ہے (ڈیلی کرانیکل)

شہنشاہ جرمن کا حرکت کرنیوالا مکان!

یہ بات ثابت ہوگئی ہے کہ قیصر جرمن نفسی کے معرکہ میں موجود تھا لیکن اس سے یہ گمان نہیں کر لینا چاہیئے کہ جنگجو بادشاہ کو معرکوں کی صعوبتیں بھی برداشت کرنی پڑتی ہیں اسکے سفری مکان کی تفصیل جو یہاں پہنچی ہے۔ وہ جگہ اس کے ساتھ رہتا تھا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کے تمام حصے جُدا جُدا ہو سکتے ہیں جب انہیں جوڑا جاتا ہے تو ایک قسم کا آرام دہ خیمہ بن جاتا ہے جسے انگلستان کے وہ اُمراء استعمال کرتے ہیں جو پُرانے زمانہ کی قافلوں کی زندگی کا لُطف اُٹھانے اور سادہ زندگی بسر کرنے کے شائق کے ہیں (ڈیلی کرانیکل)

شہنشاہ آسٹریا کی صحت!

پچھلے دنوں ریوٹر نے تار دی تھی کہ شہنشاہ آسٹریا فوت ہوگئے ہیں لیکن ڈیلی کرانیکل میں خود ریوٹر کی ہی ایک بعد کی تار چھپی ہے جس سے یہ خبر غلط معلوم ہوتی ہے۔ شاید ریوٹر بعد کی خبر ہندوستان بھیجنی بھول گیا بہرحال وہ خبر یہ ہے :-

شہزادہ فرنسس جوزف۔ سرکاری رپورٹیں جو یہاں موصول ہوئی ہیں ان سے ظاہر ہوتا ہے کہ شہنشاہ فرنسس جوزف کی صحت بلحاظ انکی زیادہ عمر۔ جنگ کی تکان اور اس کام کے جو وہ کرتے ہیں بہت اچھی ہے ہر روز حضور دربار لگاتے ہیں اور جنگ کی حالت کی مفصل رپورٹ سُنتے ہیں اور آئندہ کے لئے عام ہدایات دیتے ہیں +

لندن کا ہوائی پہرہ

شہر لندن کی حفاظت کے لئے یہ انتظام کیا گیا ہے کہ شہر پر راتدن ایک ہوائی جہاز گشت لگاتا رہے چنانچہ اس انتظام کے ماتحت ڈیلی کرانیکل کے بموجب سنٹرل ہوائی جہاز نے پہرہ دینا شروع کر دیا ہے اور ۱۰ ستمبر کی رات کو تاروں بھرے آسمان میں شہر کے لوگوں نے اس کا نظارہ کیا +

بقیہ فرانسیسی

بیان گے

دعوۃ الی الخیر

ولایت میں تبلیغ اسلام

میسرز کارٹ رانٹ اور شلڈ نڈ کا اسلام کے نزدیک ہونا

{ چودھری صاحب کے خط کے ساتھ تین خطوط اور درج کیئے جاتے ہیں۔ اِن سے ظاہر ہوتا ہے کہ لوگوں کو اسلام کے ساتھ دلچسپی پیدا ہوتی جاتی ہے۔ آہستہ آہستہ انشاء اللہ تعالےٰ کچھ روحیں ایسی پیدا ہو جائیں گی جو حق کو مان لیں گی۔ }

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ٭ نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسُولہ الکریم

سیدنا۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ'۔

مَیں اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہر طرح سے خیریت سے ہوں آنکھوں کو بھی آرام ہے حضور کی طرف سے اس ہفتہ ابھی تک کوئی خط نہیں ملا جنگ کی وجہ سے ڈاک کا انتظام بہت درہم برہم ہو گیا ہے۔ خواجہ صاحب کا ۲۹۔ اگست کو ہندوستان روانہ ہونے کا ارادہ تھا۔ لیکن جنگ کی وجہ ہی سے ۱۵ دن تک انہیں چلنا ملتوی کرنا پڑا قاری سرفراز خانصاحب ۲۹۔ اگست کو روانہ ہو جائیں گے۔ اور تمام احمدی برادران خیریت سے ہیں اور حضور سے دعا کی درخواست کرتے ہیں۔ عید کے دن عرب صاحب سے بھی ملاقات ہوئی خیریت سے ہیں۔ سید ولی اللہ شاہ صاحب اور شیخ عبدالرحمٰن صاحب سے خط وکتابت شروع کر دی ہے بعض شامی اور مصری لوگوں سے یہاں ملاقات ہوتی ہے۔ انکا ذکر کر دیا جاتا ہے۔ ممکن ہے کہ بعض لوگ واپس جائیں تو ملاقات کا موقع ملجائے اور مفید ثابت ہوں۔

دوست محمد صاحب کے اخبار کے نمونہ کا پرچہ حضور کی خدمت میں بھیجتا ہوں کہ حضور پرچہ کو دیکھکر ٹھیک اندازہ لگا سکیں۔

کتابوں کی بڑی سخت ضرورت ہے۔ لنڈن اور لنڈن کے علاوہ باہر کے لوگوں کے خطوط آتے ہیں۔ لیکن لوگوں کے ساتھ محض خط وکتابت یا گفتگو کافی نہیں۔ خاصکر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے حالات کی پوری واقفیت لوگوں کے لیئے نہایت ضروری ہے۔ اسلیئے ریویو آف ریلیجنز کے پُرانے نمبروں کی متعدد کاپیاں اگر مل جائیں تو انشاء اللہ تعالیٰ میرا کام نہایت آسان ہو جائے۔

مسٹر کارٹ رانٹ اور مسٹر شلڈ نڈ سے علیحدہ علیحدہ اس ہفتہ پھر ملاقات ہوئی۔ یہ دونوں شخص تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے اب اسلام کے بہت نزدیک پہنچ چکے ہیں صرف رشتہ داروں کی وجہ سے رکاوٹ معلوم ہوتی ہے۔ حضور دعا فرمائیں کہ اللہ تعالےٰ ان دونوں صاحبان کے دلوں کو صاف کر دے۔ اس دفعہ انہوں نے مجھ سے ملاقات کی ہے اور اپنے مکانوں پر اس لیئے بلوایا تھا کہ انکے رشتہ داروں کے سامنے گفتگو ہو۔ گفتگو میں معقولیت کے رنگ پر تو یہ لوگ بالکل نہیں چل سکتے نتیجہ کا مفید ہونا اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے۔ ایک شخص کا ڈبلن سے خط آیا ہے اس شخص کو مَیں سوائے کتابوں کے اور کسی طرح تبلیغ نہیں کر سکتا۔

لیکچرز چھپکر تیار ہو چکے ہیں۔ اور آج میرے پاس بھی پہنچ گئے ہیں۔ ایک کاپی حضور کی خدمت میں روانہ کرتا ہوں۔ ۲۲۵ کے قریب مع اس فہرست مضامین کے مختلف انجمنوں اور گرجوں میں روانہ کرنے کا خیال ہے۔ لیکن ابھی تک مَیں یہ نہیں کہہ سکتا کہ ان میں سے کتنے لوگ مجھے لیکچر کے لیئے بلوائیں گے۔ ایک واقفکار شخص سے ذکر ہوا تھا اس نے کہا کہ امید ہے نصف کے قریب لوگ ضرور بلوائیں گے۔ لیکن جنگ کی وجہ سے کچھ ایسی ابتری پھیل رہی ہے کہ اب اندازہ لگانا بھی مشکل ہو گیا ہے۔ لوگوں کو سوائے جنگ کے اور کسی بات کا خیال نہیں۔ اور جب دو شخصوں میں ملاقات ہوتی ہے تو جنگ ہی کا ذکر ہوتا ہے۔ اخباروں کے تمام کالم جنگ کی خبروں سے بھرے ہوئے ہوتے ہیں۔

Woking Herald کو خط لکھا تھا۔ ایڈیٹر کا جواب آیا ہے کہ خط میرے پاس محفوظ پڑا رہے گا۔ جب جنگ سے فرصت ہو گی تو شائع کر دونگا۔

مالابار کی خبریں پڑھکر دل بہت خوش ہوا یدخلون فی دین اللہ افواجا کا نظارہ نظر آتا ہے اللہ تعالیٰ کا بہت بہت شکر کرنا چاہیئے۔ اللہ تعالیٰ ان نعمتوں اور اپنے فضلوں کو جاری رکھے۔

دعا کے لیئے عرض کرتا ہوں۔ والسلام

حضور کا خادم
فتح محمدؐ - لنڈن
۲۷۔ اگست ۱۹۱۴ء

گرین ہوس (۱)

گلو ور روڈ
لنڈن ۲۵۔ اگست ۱۹۱۴ء

میرے پیارے سیال

آپ کی چٹھی ملی۔ آپ کی یاد آوری کا مشکور رہوں۔ مَیں خوش ہوں کہ آپ کو گھر اچھا مل گیا ہے۔ مَیں آپ کو ملنا چاہتا ہوں مَیں نے کتب خانہ سے ابھی قرآن شریف کا ترجمہ لیا ہے۔ شاید آپ نے یہ ترجمہ دیکھا ہے۔ اس کا مصنّف جارج سیل ہے۔ یہ تقریباً پانچ سو صفحہ کی بڑی کتاب ہے مَیں خیال کرتا ہوں کہ اسے مطالعہ کرنے میں تقریباً تین ہفتے صرف ہوں گے۔ اگر موسم اچھا رہا تو ہفتہ کو ہائیڈ پارک میں ہوؤنگا اور آپ کو مل کر خوشی حاصل ہو گی آپ براہِ مہربانی مسیحیت سے پیشتر کی اور ۱۰ گذشتہ قوموں کی کتابیں لیتے آئیں۔

ڈبلن (۲)

۲۵۔ اگست ۱۹۱۴ء

میرے پیارے بھائی

آپ کی چٹھی اور مدد جو آپنے میری کی ہے مَیں اسکا بہت مشکور ہوں مَیں نے ریویو آف ریلیجنز کو پڑھا اس نے مجھے اسلام کے مطالعہ میں بہت مدد دی ہے۔

میری دعا ہے کہ آپ خیریت سے ہوں۔ مَیں بہت ہی خوش ہوں گا۔ اگر آپ مجھے کچھ کتابیں ارسال فرمادیں۔

آپکا سچّا دوست
جس ای ایس کرادکور

لنڈن (۳)

۲۵۔ اگست ۱۹۱۴ء

آپ کی کتاب ملی مَیں بہت مشکور ہوں مَیں اسے مطالعہ کروں گا اتنا حصہ جتنا مجھے دلچسپ معلوم ہو گا دوسری طرف کے پتہ پر مَیں اسے واپس کر دونگا جبتک مجھے کوئی اطلاع نہ ملے۔

آپکا صادق
پی جے کیمسر

انجمن احمدیہ شملہ کی سالانہ جلسہ کی رپورٹ

اللہ تعالیٰ کا شکر اور احسان ہے کہ اس نے اس سال پھر ہمیں جلسہ کا موقع دیا۔ ہم نے التزام کے ساتھ کوئی انتظام نہیں کیا ہوا کہ ہر سال جلسہ کیا کریں اور نہ ہی سوائے ایک دو مرتبہ کے کبھی پیشتر سے ارادہ کیا ہے۔ مگر اللہ تعالیٰ کے فضل سے ۱۹۰۹ء میں جب ہم نے پہلی دفعہ لیکچروں کا انتظام کیا۔ تب سے ہر سال جلسہ ہو ہی جاتا ہے۔ پچھلے سال ہمارا قطعاً ارادہ نہیں تھا مگر موقع پر اللہ تعالیٰ نے لیکچرار اور دیہ ہماری کوشش کے بغیر مہیا کر دیا اور ہم نے شکر کے ساتھ اس سے فائدہ اٹھالیا۔ اس سال بھی کوئی ارادہ نہیں تھا مگر دیگر قوموں کے مذہبی جلسے دیکھکر بعض دوستوں کے دل میں امنگ پیدا ہوئی۔ حضرت خلیفۃ المسیح کی خدمت مبارک میں گذارش کی گئی۔ حضور نے جلسہ کی اجازت دی اور لیکچروں کے لیئے حافظ روشن علی صاحب مفتی محمد صادق صاحب اور میاں معراج الدین صاحب کو بھیجدیا جلسہ ۲۶ و ۲۷ دو دن کے لیئے مقرر کیا گیا۔ آج پہلے دن کی کارروائی ختم ہو چکی ہے جسکی مختصر کیفیت حسب ذیل ہے۔

پہلی تقریر مولوی عمر الدین صاحب کی "آریہ سماج کے ساتھ میرا مباحثہ" کے عنوان پر تھی۔ گذشتہ ہفتہ آریہ سماج کے سالانہ جلسہ کے موقع پر انہوں نے آریہ سماج کی بعض مسلمات پر بحث کی تھی۔ مگر وقت تھوڑا تھا۔ یعنی تقریروں کے لیئے چند منٹ مقرر تھے مگر تاہم پبلک پکار اٹھی کہ آریہ سماج سے موزوں جوابات نہیں بن سکے۔ مگر چونکہ تھوڑے وقت مقررہ میں تشریح نہیں ہو سکتی تھی لیئے یہ مضمون مقرر کیا گیا تا پبلک کو بتایا جاوے کہ آریہ سماج کے عقائد بے بنیاد ہیں چنانچہ مولوی عمر الدین صاحب نے نہایت وضاحت سے قرآن شریف سے از روئے قیاس اور انکی اپنی مستند کتابوں مثل نیائے درشن سانکھیہ درشن اور ستیارتھ پرکاش کے حوالوں سے روز روشن کی طرح ثابت کر دیا کہ روح اور مادہ نیست سے ہست ہوئے اور پیدا شدہ ہیں۔ اور آریوں کا یہ خیال کہ وہ قدیم اور ذات باری کی طرح قائم بالذات ہیں باطل ہے۔ اور جس سائنس کی آڑ لیکر وہ اس قسم کے اعتقادات قائم کرتے ہیں وہ خود بے اعتبار ہے اور تھیوریاں بدلتی رہتی ہیں۔ چنانچہ تھیوری بھی اب قائم نہیں رہی کہ ذرات عالم کا کوئی آغاز نہیں۔ اور اسکی جگہ اور تھیوری نے لی ہے کہ اگر مادہ کو اپنی اصلی ہیئت کی طرف پہنچایا جاوے تو مثبت اور منفی محض دو طاقتیں رہ جاتی ہیں جو آپس کے اتصال سے زائل ہو جاتی ہیں۔ جس کے یہ معنی ہیں کہ مادہ فنا ہو گیا۔

دوسری تقریر مفتی محمد صادق صاحب کی تھی جس میں وقت کے لحاظ سے انہوں نے بتایا کہ ہر مذہب اور فرقہ کے لوگوں کو انکی اپنی مسلمات کے بموجب حضرت مرزا صاحب علیہ الرحمۃ پر ایمان لانا ضروری ہے مسلمانوں میں یہ احادیث عام طور پر مسلم ہیں کہ مسیح اور مہدی موعود کے وقت میں کسوف خسوف ہوگا۔ طاعون پڑیگی۔ اونٹ بیکار ہو جائیں گے۔ ایمان اٹھ جائیگا اور نیز یہ کہ ہر صدی کے سر پر ایک مجدد ہوگا۔ یہ تمام نشانات پورے ہو چکے صدی کا سر گذر گیا۔ مجدد کو تلاش کرو۔ سوائے حضرت مرزا صاحب کے کوئی مدعی نہیں۔ ہندو ایک اوتار کے منتظر ہیں۔ یہود اور عیسائی مسیح کا انتظار کرتے ہیں۔ سکھوں کے بانی حضرت باوا نانک صاحب نے بھی گواہی دی ہے کہ مجھ سے ۴۰۰ سال بعد بٹالہ کے علاقہ میں وہ شخص پیدا ہوگا۔ ان سب مذاہب کے اپنے مسلمات کے بموجب مقرر کردہ نشانات پورے ہو چکے اور یہی وقت ان کے آنے کا ہے۔ حیرانی ہے کہ شہادتیں موجود ہوں اور مدعی ندارد۔ لوگوں کی سمجھ کی غلطی ہے ورنہ مدعی آچکا اور وہ وہی حضرت مرزا صاحب ہیں انکے سوائے کوئی اور مدعی نہیں۔ لوگوں کو چاہیئے کہ تحقیقات کریں۔

تیسری تقریر عصر سے مغرب تک حافظ روشن علی صاحب کی تھی۔ حافظ صاحب نے بتایا کہ موجودہ جنگ مذاہب میں اسلام مظلوم ہے اور دیگر مذاہب ظالم۔ اگر اسلام دوسرے مذہب پر حملہ کرتا تو اس کا حق تھا مگر افسوس کہ بلا وجہ دیگر مذاہب نے اسلام پر حملے روا رکھے ہیں۔ اسلام نے ان کے حق ادا کر دیئے ہیں۔ مگر انہوں نے اسلام کا حق نہیں دیا۔ دیگر مذاہب کا مذہب کے لحاظ سے سوائے اس کے اور کوئی مطالبہ نہیں ہو سکتا کہ وہ ہم سے اپنی آسمانی کتابیں اور اپنے پیغمبر اور رشی منی منوائیں۔ سو قرآن شریف سکھاتا ہے کہ ہم اعلان کر دیں کہ دنیا میں جسقدر صحیفے اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل ہوئے اور جو ہادی اس کی طرف سے آئے ہیں ہم ان سب پر ایمان لاتے ہیں۔ اسکے عوض میں اسلام کا حق ہے کہ انسے مطالبہ کرے کہ وہ ہماری کتاب اور ہمارے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) پر ایمان لائیں۔ یہ ایک معاملہ کی بات ہے۔ اور یہ ہمارا حق ہے۔ مگر اسکے علاوہ ہم کہتے ہیں کہ جو ہم منوانا چاہتے ہیں وہ محض حق ہی نہیں بلکہ عین راستی اور مناسب ہے۔ ہم صرف یہ کلمات منواتے ہیں لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔ جسکی دوسرے لفظوں میں گواہی اسطرح پر ہے کہ اشہد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لاشریک لہ واشہد ان محمداً عبدہ ورسولہ۔ گواہی وحدانی اس امر کی کہ اللہ کی ذات وصفات میں حقیقی طور پر کوئی شریک نہیں اور وہی اس لائق ہے کہ اسکی عبادت کیجاوے اس سے محبت کیجاوے اور اسکو مقصود جملہ امور میں ٹھہرایا جاوے۔ شہودی شہادت اسی کا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا وجود ہے کہ اس نے عبودیت سے جملہ فیوض و برکات حاصل کیئے جسکا ثبوت یہ کہ وہ رسول بنایا گیا اور رسول ایسا کہ اسکی اتباع سے عشق الٰہی حاصل ہو۔ اللہ تعالیٰ بندہ کا عاشق ہو جاوے اور اس سے محبت کرنے لگے۔ یحببکم اللہ کا یہی منشاء ہے۔ حافظ صاحب نے اس تقریر کو سورہ جمعہ کے پہلے رکوع سے شروع کیا اور اسکی تشریح میں ایسے ایسے نادر نکات بیان کیئے کہ سامعین تڑپ اٹھے۔ ان نکات عجیبہ میں سے ایک نکتہ یہ تھا۔ کہ ایک عیسائی اعتراض کرتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق قرآن شریف میں لفظ مطہرک وارد ہے۔ مگر حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق نہیں جس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے عیسیٰ علیہ السلام کو مطہر کیا مگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں اسلیئے وہ افضل ٹھیرے۔ اسکا جواب یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ذمہ کوئی گناہ ہوگا یا لوگ کوئی عیب انکی طرف منسوب کرتے ہونگے جس کیلئے تو اللہ نے انکی تطہیر کی۔ مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت قرآن شریف کی گواہی ہے کہ وہ پیدائش ہی سے پاک اور بے عیب ہیں۔ اور وہ دنیا کے سامنے دعویٰ کرتے ہیں کہ کوئی میرے ذمہ عیب ثابت کرو ولقد لبثت منکم عمرا۔ مگر کسی کو جھوٹے طور پر بھی عیب لگانے کی جرأت نہ ہوئی پس انکی تطہیر کی ضرورت ہی نہیں۔ مگر تطہیر کا فعل جو اللہ تعالیٰ نے عیسیٰ علیہ السلام کی طرف لگایا ہے وہ فعل حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے سپرد کیا ہے یعنی یزکیھم یہ رسول ایسا ہے کہ لوگوں کو مطہر بناتا ہے۔ انکو گناہ سے پاک کرتا ہے انکا تزکیہ نفس کرتا ہے۔

آج تین اجلاس ہوئے۔ پہلے میں شیخ عظیم اللہ صاحب بی اے ایل ایل بی وکیل۔ دوسرے میں بابو فرمان علی صاحب بی اے اسسٹنٹ انجنیئر اور تیسرے میں میاں معراج الدین صاحب صدر تھے۔ سب نے اپنا فرض خوبی سے ادا کیا۔ شیخ عظیم اللہ صاحب نے شروع میں سامعین کو بتایا کہ اسمیں شک نہیں کہ احمدی اپنے عقاید اور اصول کے پکے ہیں اور وہ کسی رعب اور لحاظ سے انکو چھپاتے نہیں۔ اور یہ ایک تعریف کی بات ہے مگر اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ وہ متعصب ہیں۔ بلکہ انکا بے تعصب ہونا اس سے ظاہر ہے کہ انہوں نے مجھے یعنی ایک غیر احمدی کو اپنے مذہبی جلسہ کا صدر تسلیم کیا ہے۔ اسی طرح دوسرے فرقوں کو چاہیئے کہ ایک دوسرے کے ساتھ فیاضانہ سلوک رکھیں +

کل کے جلسہ کی کارروائی پھر لکھوں گا ؛ خاکسار برکت علی سکرٹری انجمن احمدیہ شملہ

۲۶ ستمبر ۱۹۱۴ء

حضرت صاحبزادہ اولوالعزم خلیفۃ المسیح والمہدی مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب کے فرمائے ہوئے درس قرآن شریف سے نوٹ

پارہ تیسواں ۔ سورۃ الاعلیٰ

رکوع اوّل

۱۳ - جون سنہ ۱۹۱۴ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى ۝ پاکیزگی بیان کر۔ تسبیح کر اپنے رب کے نام کی جو کہ اعلیٰ ہے۔ انسان بہت طرز سے کسی کی تسبیح کرتا ہے۔ اور تزکیہ کرنے کے بہت سے طریق ہوتے ہیں۔ ماں بھی اپنے بچے کی پاکیزگی کرتی ہے۔ اور اس کو پاک قرار دیتی یا پاک کرتی ہے۔ اس کی ناپاکی اور گند کو صاف کرتی ہے۔ بادشاہ بھی اپنی رعایا کے گندوں کو دور کرتا ہے۔ یعنی جو دکھ اور تکلیفیں رعایا کو ہوتی ہیں۔ ان کو دور کرتا ہے۔ کبھی ماتحت بھی اپنے افسروں کو پاک کرتے ہیں یعنی ان کی غلطیاں درست کرتے ہیں یا ان کی غلطیوں سے انہیں آگاہ کرتے ہیں۔ مگر اللہ تعالیٰ کی ذات تمام قسم کی غلطیوں۔ ناپاکیوں اور پلیدیوں سے پاک ہے اسی لئے فرمایا۔ کہ سبح اسم ربک الاعلیٰ۔ یعنی خدا کے نام کی طرف لوگ گند منسوب کرتے ہیں۔ تم اس کو دور کرو۔ اللہ تعالیٰ کی ذات میں تو کوئی نقص۔ بدی کمزوری اور غلطی پیدا ہو ہی نہیں سکتی۔ البتہ بدکار لوگ اللہ تعالیٰ کے نام کی طرف بری باتیں منسوب کرتے ہیں اس لئے تم اللہ تعالیٰ کے نام کی تسبیح کرو۔ کبھی کوئی انسان یہ پسند نہیں کرتا۔ کہ گندے کپڑے پہن کر کسی مجلس میں جائے یا اس کا بچہ گند میں لیٹا ہوا ہو یا اس کا کوئی دوست یا آشنا قسم قسم کی آلائشوں اور بدیوں میں مبتلا ہو۔ تو جب انسان معمولی تعلقات کی وجہ سے ایسا پسند نہیں کرتا۔ تو ایک بندہ جس کا خدا تعالیٰ سے خالق و مخلوق اور مالک و مملوک کا سا تعلق ہے اور ہر منٹ اور ہر سیکنڈ میں اس کا محتاج ہے۔ اگر باوجود اتنے بڑے تعلقات کے اپنی آنکھوں سے دیکھے۔ اور کانوں سے سنے۔ کہ لوگ اللہ تعالیٰ کے نام کی طرف گند منسوب کرتے ہیں اور چپکا بیٹھا رہے۔ تو میرے دل میں ایک لمحہ کے لئے بھی یہ خیال نہیں آسکتا کہ اس کا بھی خدا تعالیٰ سے کچھ تعلق ہے یا وہ اللہ تعالیٰ سے کچھ محبت رکھتا ہے وہ انسان جو دیکھتا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ کی طرف گندی سے گندی باتیں منسوب کی جاتی ہیں اور خدا تعالیٰ کی نسبت کہا جاتا ہے کہ خدا ایک نہیں بلکہ تین ہیں یا کہا جاتا ہے کہ خدا کے بیٹے اور بیٹیاں ہیں یا کہا جاتا ہے کہ خدا کو بھی (نعوذ باللہ) شہوت پیدا ہوتی ہے اور وہ لوگوں کی بیویوں سے صحبت کرتا ہے یا کہا جاتا ہے کہ خدا کے پاؤں کبھی دباتی ہے یا کہا جاتا ہے کہ خدا کو بھی نیند آتی ہے وغیرہ وغیرہ۔ اگر یہ گندے عقیدے بھی سن کر کوئی انسان خاموش رہتا ہے اور ان بے ہودہ باتوں کی تردید نہیں کرتا۔ تو یہ خیال کبھی پیدا نہیں ہو سکتا کہ اس کے دل میں بھی خدا تعالیٰ کی محبت اور تڑپ ہو سکتی ہے سب سے زیادہ خدا تعالیٰ کی محبت کی تڑپ انبیاء کو ہوتی ہے۔ اور یہی وجہ ہے کہ اٹھتے۔ بیٹھتے اور چلتے پھرتے غرضیکہ ہر وقت ان کا یہی کام ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ کے نام کو پاک بیان کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تم تسبیح بیان کرو۔ یعنی کہو کہ ہم جس رب کو مانتے ہیں۔ وہ ان سب عیبوں سے پاک ہے۔ جو لوگ اس کے نام کی طرف منسوب کرتے ہیں۔ تم خدا تعالیٰ کی تسبیح کرو۔ اور تمہارا فرض ہے کہ اس کی تسبیح کرو کیونکہ وہ تمہارا رب ہے جو کہ محسن ہے اور محسن ہمیشہ تعریف کا مستحق ہوتا ہے۔ دنیا میں جو بھی محسن ہوتا ہے اس کی تعریف کی جاتی ہے۔ ہم تاریخ پڑھتے ہیں کہ چین میں یا فرانس میں فلاں بادشاہ ہوا جس نے یہ اچھا کام کیا تو ہمیں اس سے قدرتی طور پر محبت اور انس پیدا ہو جاتا ہے۔ حالانکہ ہمارا اس سے کوئی تعلق اور واسطہ نہیں ہوتا۔ تو جب اس طرح محبت پیدا ہو سکتی ہے تو وہ محسن جو خاص اپنے اوپر احسان کرے۔ اس کی کس قدر محبت پیدا ہونی چاہیئے۔ اور وہ کس قدر تعریف کا مستحق ہو سکتا ہے۔ وہ تو بہت ہی تعریف کا مستحق ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ سبح اسم ربک۔ کہ اپنے رب کی تعریف کرو اور اس رب کی جو تم پر ہر لحظہ اور ہر منٹ احسان کرتا ہے۔ پھر بعض محسن تو ہوتے ہیں لیکن خود وہ گندے ہوتے ہیں۔ بعض دفعہ چور اور ڈاکو بھی کسی پر احسان کرتے ہیں اور مشہور ڈاکوؤں میں تو یہ خصوصیت ہوتی ہے کہ وہ عام طور پر غرباء اور ضعفاء پر احسان کرتے ہیں اور یہی وجہ ہے کہ جب وہ پکڑے جاتے ہیں تو گورنمنٹ تو خوش ہوتی ہے مگر غرباء روتے اور افسوس کرتے ہیں۔ غرباء پر ڈاکوؤں کے احسان کرنے کی ایک وجہ بھی ہے اور وہ یہ کہ وہ جانتے ہیں کہ غرباء سے انہیں کچھ ملنے کا نہیں۔ اور کثرت آبادی انہیں کی ہے۔ اسلئے جب ہم ان پر احسان کرینگے۔ تو یہ ہمیں پکڑوائینگے نہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تمہارا محسن تو ایسا ہے جو کہ ہر ایک عیب۔ بدی۔ نقص سے برتر ہے۔ تو پھر تم اس کی کیوں تسبیح نہیں کرتے ؀

الَّذِي خَلَقَ فَسَوَّى ۝ اب اور تشریح فرمائی کہ رب تمہارا ایک بیہودہ سا کیا آج ہو گیا ہے۔ نہیں رب وہ ہے کہ تم کو پیدا ہی اسی نے کیا ہے۔ اور ایسا پیدا کیا ہے کہ کوئی نقص تم میں نہیں رکھا ؀ سوی ۔ ایسا بنایا کہ لا عیب فیہ۔

وَالَّذِي قَدَّرَ فَهَدَى اور پھر پیدا کر کے چھوڑ نہیں دیا اور تم سے غافل نہیں ہو گیا بلکہ تمہارے لئے ہر ایک قسم کے

اندازے مقرر کر دئے ہیں۔ پیدا کرنے کے ساتھ ہی عقل۔ فہم۔ فراست اور سمجھ عطاء کر دی ہے ؏

ایک بڑا عظیم الشان مضمون ہے کہ دنیا کے ہر ایک کام کے لئے کس طرح اندازے مقرر ہیں۔ اگر اس موضوع پر لکھا جائے تو سینکڑوں نہیں بلکہ ہزاروں صفحے کی کتاب بن جاتی ہے۔ اگر خدا تعالیٰ کی طرف سے اندازے مقرر نہ ہوتے۔ تو دنیا کے کسی کام میں کوئی کامیابی نہ ہو سکتی۔ مثلاً آگ جلاتی ہے۔ پانی پیاس بجھاتا ہے۔ کھانا کھانے سے پیٹ بھرتا ہے۔ اب اگر یہ اندازے نہ ہوں تو کبھی انسان آگ میں ہاتھ ڈالتا تو نہ جلتا۔ کبھی پانی پیتا تو پیاس نہ بجھتی۔ کبھی کھانا کھاتا تو پیٹ نہ بھرتا۔ تو پھر کیا ہوتا یہ ہوتا کہ انسان خیال کرتا کہ کل جو میں نے آگ میں ہاتھ ڈالا تھا تو نہیں جلا تھا اس لئے آج بھی نہیں جلیگا۔ لیکن آج آگ جلا دیتی۔ اسی طرح پانی میں چلنے والا ڈوب جاتا۔ اور پانی ڈوباتا ہے۔ لیکن اگر آج پانی نہ ڈوبائے۔ تو پھر دوسرے دن یہ خیال کرکے کہ کل جو نہیں ڈوبایا تو آج بھی نہیں ڈوبائے گا۔ کوئی آدمی چلنے لگے۔ اور اس دن ڈوب جائے۔ تو اس طرح تو یہ دنیا کا کارخانہ ایک منٹ بھی نہیں چل سکتا۔ جب کسی چیز کے لئے کوئی اندازہ نہ ہو۔ تو پھر وہ کس کام آسکتی ہے۔ لیکن ایسا نہیں اللہ تعالےٰ نے ہر ایک چیز کے لئے اندازہ مقرر کر دیا ہے۔ اور وہ اس حد سے باہر نہیں نکل سکتی آگ جلاتی ہے اور ہمیشہ جلاتی ہی رہتی ہے۔ پانی پیاس بجھاتا ہے اور ہمیشہ بجھاتا ہی ہے۔ کھانا کھانے سے سیری ہوتی ہے اور ہمیشہ ہوتی ہے۔ آنکھیں دیکھتی ہیں اور ہمیشہ سے دیکھتی ہیں۔ کان سنتے ہیں اور ہمیشہ سے سنتے ہیں۔ یہ کبھی نہیں ہوا کہ کانوں نے آنکھوں کا اور آنکھوں نے کانوں کا کام دیا ہو۔ یہ سب کے لئے اندازے ہیں۔ ورنہ تمام ترقیاں باطل اور تمام علوم فضول ہو جاتے ہیں مثلاً علم حساب کے اندازے مقرر نہ ہوتے۔ تو کبھی ایک اور ایک کو ملاتے تو دو ہوتے۔ اور کبھی ایک اور ایک کو ملانے سے چار ہو جاتے۔ تو پھر علم حساب کہاں قائم رہ سکتا۔ اسی طرح انجنیئر اندازہ لگاتا ہے کہ یہ زمین اتنے ٹن بوجھ اٹھائے گی۔ اور ایک وقت تو وہ زمین ہزار من بوجھ اٹھا لیتی۔ لیکن دوسرے وقت اس پر دس من بھی رکھتے تو بیٹھ جاتی تو انجنیئرنگ کا فن تباہ ہو جاتا۔ اسی طرح طبیب ایک دفعہ دوائی آنکھ میں ڈالتا تو اس سے آرام ہو جاتا۔ اور اگر وہی دوائی دوبارہ ڈالتا تو وہ آنکھ کو اور خراب کر دیتی۔ یا اگر وہ جلاب کے لئے دوائی دیتا تو قبض ہو جاتی۔ اور اگر جلاب کو بند کرنے کی دوا دیتا تو اور زیادہ دست شروع ہو جاتے تو طب کا علم کبھی ترقی نہ کر سکتا۔ مگر اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کے اندازے مقرر کئے ہوئے ہیں اسلئے وہ اس کے اندر چل رہی ہے۔ اور یہی دنیا کی ترقی کا باعث ہے۔ کیونکہ جب ایک آدمی دیکھتا ہے۔ کہ فلاں آدمی کے لئے ان اصولوں پر کاربند ہونے کی وجہ سے چونکہ نیک نتیجہ برآمد ہوا ہے۔ اسلئے ضرور ہے کہ میرے لئے بھی کوئی نیک نتیجہ ہی برآمد ہو جب کسی کو یہ یقین ہو جاتا ہے۔ کہ جس علم کے پیچھے میں پڑا ہوں وہ یقینی اور بعض مقررہ قواعد کے ماتحت ہے۔ تو پھر وہ اس میں غور اور محنت کرنی شروع کرتا ہے جس سے بڑی بڑی ترقیاں اور ایجادیں ہوتی ہیں ورنہ اگر کسی کو یہ یقین نہ ہوتا کہ جو کچھ میں کروں گا۔ اس سے مجھے فائدہ ہوگا۔ تو کبھی وہ اس کام کو نہ کرتا ؏

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ انسان کو ہم نے پیدا کیا۔ پھر اندازے مقرر کئے تاکہ ان کے اندر رہ کر انسان ترقی کر سکے۔ پھر اگر اندازے مقرر کر دیتے۔ لیکن انسان کو ان سے فائدہ اٹھانے کی سمجھ نہ دیتے تو پھر بھی یہ بیکار تھے۔

فَهَدٰى۔ پھر ہم نے انسان کو سمجھ دی جس سے وہ نفع حاصل کرتا ہے یہ تو انسان کی بناوٹ ہوئی ؏

وَالَّذِیْٓ اَخْرَجَ الْمَرْعٰی ۙ فَجَعَلَهٗ غُثَآءً اَحْوٰی ؕ

اور وہ جس نے چارہ اُگایا۔ پھر اُسے کر دیا ٹوٹا ہوا خشک سیاہ۔

غثا۔ (۱) درخت کے پتے جو کہ سوکھ کر جھڑ جاویں اور جھڑ کر گل جائیں (۲) ہر وہ سوکھی ہوئی چیز جس کی طاقت ماری جائے (۳) ہر وہ پرانی چیز جس کا اثر جاتا ہے ؏

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہم نے ایک چارہ پیدا کیا۔ جب وہ جانوروں کے کھانے کے کام نہیں آتا تو گل سڑ کر بدبودار ہو جاتا ہے۔ یہ انسانوں کو اللہ تعالیٰ نے اشارہ کیا ہے کہ تم خوب دیکھ لو کہ ہم نے ترقی کے ذریعے مقرر کئے ہیں جس طرح گھاس سے کام نہیں لیا جاتا تو وہ بیکار اور ردی ہو جاتا ہے۔ اسی طرح اگر ترقی کے سامانوں سے تم فائدہ نہ اٹھاؤ گے تو غثا یعنی ناکارہ ہو جاؤ گے ؏

یہ خدا تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مخالفین کو فرمایا ہے کہ تم اس کی مخالفت کرتے ہو۔ لیکن ہم نے تو اس کو بڑی ترقی دینی ہے۔ باقی رہے تم۔ تمہارا حال تو گھاس پھوس کی طرح ہے۔ جو کہ بارش ہونے کے وقت تو پیدا ہو جاتی ہے۔ لیکن پھر تباہ ہو جاتی ہے ؏

سَنُقْرِئُكَ فَلَا تَنْسٰٓى ۙ

اللہ تعالےٰ رسول کریم کو فرماتا ہے۔ کہ ہم تجھ کو جلدی ہی اعلےٰ درجہ کی اور عظیم الشان تعلیم دینگے۔ تم اس کو بھولو گے نہیں یا اس کو بھولنا نہیں ؏

ایک دنیا نے قرآن شریف لوگوں کے دلوں سے بھلانا چاہا مگر کوئی بھلا نہ سکا لاکھوں حافظِ قرآن اور لاکھوں نہیں بلکہ کروڑوں قرآن شریف کے نسخے موجود ہیں جو دنیا کے کونے کونے میں پھیلے ہوئے ہیں ؏

اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ ؕ

مگر جو چاہے اللہ۔ اس کے یہ معنی نہیں کہ قرآن کا کوئی حصہ بھلا دیا جائے گا کیونکہ یہی الفاظ اللہ تعالیٰ نے جنتیوں کی نسبت بھی فرمائے ہیں حالانکہ جنتی جنت سے نکالے نہ جائیں گے۔ اصل میں یہ کلمات اللہ تعالیٰ کی بے نیازی پر دلالت کرتے ہیں اور وہ ان کلمات کے ذریعہ سے اپنی قدرت کا اظہار کرتا ہے کہ گو ہم ایسا کہتے ہیں مگر پھر بھی اختیار اپنے ہاتھ میں رکھتے ہیں کیونکہ کسی کے حکم کے ہم پابند نہیں۔ اللہ تعالیٰ کسی کو اپنی اس طاقت میں شریک نہیں کرتا۔ بعض لوگ آجکل کہتے ہیں کہ شیخ عبد القادر ہمارے گناہ بخشوا دیگا پیر ہمیں بیٹے دے سکتے ہیں۔ وغیرہ وغیرہ ؏